سورۃ الضحیٰ

(اٰیاتہا ۱۱) (۹۳ سُورَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۱۱) (رکوعہا ۱)

یہ سورت مکی ہے سب کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کی گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾

''قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے، نہ آپ کے رب نے اس کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا''۔

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ﴿۲﴾ الضُّحٰی کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے اس سے مراد دن ہے کیونکہ اس کے مقابل اللیل ہے اور سورت اعراف میں ہے اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤی اَنۡ یَّاۡتِیَهُمۡ بَاۡسُنَا بَیَاتًا وَّ هُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤی اَنۡ یَّاۡتِیَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًی وَّ هُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾ (اعراف) کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب انہیں رات کو پہنچے جب کہ وہ سوئے ہوئے ہوں یا بستیوں والے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن کو پہنچے جب کہ وہ سوئے ہوئے ہوں یا بستیوں والے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن کو پہنچے جب کہ وہ کھیل کود میں مصروف ہوں۔ قتادہ، مقاتل اور امام جعفر صادق نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس چاشت کے وقت کی قسم اٹھائی جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی اور معراج کی رات کی قسم اٹھائی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد وہ گھڑی ہے جس میں جادوگر سجدہ میں گر گئے تھے اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: وَاَنۡ یُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾ (طٰہٰ) اور یہ خیال رہے کہ سارے لوگ چاشت کے وقت جمع ہو جائیں۔ علماء معانی نے اس سے اور اس کی مثل آیات میں یہ کہا: اس میں اضمار ہے تقدیر کلام یہ ہے و رَبِّ الضحی۔ سَجٰی کا معنی ہے پر سکون ہو جانا؛ یہ قول قتادہ، مجاہد، ابن زید اور عکرمہ نے کیا ہے۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: لیلة ساجیة یعنی پر سکون رات۔ آنکھ کو بھی ساجیة کہتے ہیں جب اس کی ایک جانب پر سکون ہو جائے۔ جب رات پر سکون ہو جائے تو کہتے ہیں: سَجَا اللَّیۡلُ یَسۡجُو سَجۡوًا جب سمندر پر سکون ہو جائے تو کہتے ہیں: سَجَا الۡبَحۡرُ۔ اعشیٰ نے کہا:

فما ذنبنا أن جاش بحر ابن عمکم　　وبحرك ساج مایواري الدعامصا

ہمارا کیا گناہ ہے کہ تمہارے چچا زاد کا سمندر موجزن ہے اور تمہارا سمندر پر سکون ہے وہ چھوٹے سیاہ کیڑوں کو بھی چھپائے ہوئے نہیں۔

ضحاک نے کہا: سَجٰی کا معنی ہے اس نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا۔ اصمعی نے کہا: سجو اللیل کا معنی ہے رات کا دن کو ڈھانپ لینا۔ ان دونوں کی مثل ہے آدمی کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا: اس نے تاریکی کے ساتھ ڈھانپ لیا؛ یہ حضرت ابن عباس نے کہا: ان سے یہ بھی مروی ہے: جب وہ چلی جائے۔ ان سے یہ بھی مروی ہے: جب وہ تاریک ہو جائے۔ سعید بن جبیر سے مروی ہے: جب وہ متوجہ ہو۔ قتادہ سے بھی یہ مروی ہے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا کہ سَجٰی کا معنی ہے جب وہ قرار پکڑ لے۔ لغت میں پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ سَجٰی کا معنی پرسکون ہونا یعنی لوگ اس میں پرسکون ہو گئے جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: نھار صائم، لیل قائم۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کے ساکن ہونے کا معنی ہے اس کی تاریکی قرار پذیر ہو گئی۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے: وَالضُّحٰی ۙ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ یعنی اللہ کے وہ بندے جو چاشت کے وقت میں اس کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جب رات تاریک ہو جاتی ہے تو اس کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ قول بھی کیا جاتا ہے کہ ضحی سے مراد وہ نور ہے جو عارفین کے دلوں میں دن کی طرح ہے اور وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ سے مراد وہ تاریکی ہے جو کافروں کے دلوں میں رات کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کی قسم اٹھائی۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ یہ جواب قسم ہے۔ جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں کچھ دیر لگا دی تو مشرکین نے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریج نے کہا: بارہ دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی رکی رہی۔ حضرت ابن عباس نے کہا: پندرہ دن تک وحی رکی رہی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: پچیس دن تک وحی رکی رہی۔ مقاتل نے کہا: چالیس دن تک وحی رکی رہی تو مشرکوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور ان سے ناراض ہو گیا ہے، اگر یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امر ہوتا تو پے در پے اس پر اترتا رہتا جس طرح ان سے قبل جو انبیاء تھے ان کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا۔

بخاری میں حضرت جندب بن سفیان سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ نے دو یا تین راتیں قیام نہ کیا تو ایک عورت آئی اس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں امید کرتی ہوں کہ تیرا شیطان تجھے چھوڑ گیا ہے میں نے دو یا تین راتوں سے اسے تیرے قریب نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔

ترمذی شریف میں جندب بجلی سے روایت مروی ہے کہ میں ایک غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ کی انگلی زخمی ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تو نہیں مگر ایک انگلی ہے زخمی ہو گئی ہے اور اللہ کی راہ میں تو نے ملاقات نہ کی''۔ کہا: جبریل امین نے آپ کی خدمت میں آنے میں دیر کی تو مشرکوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے (1)۔ امام ترمذی نے فلم یقم لیلتین أو ثلاثا کا ذکر نہیں۔ امام ترمذی نے اسے ساقط کر دیا اور امام بخاری نے اسے ذکر کیا اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے یہ ان میں سے صحیح ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ثعلبی نے حضرت جندب بن سفیان بجلی سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انگلی پر کوئی پتھر لگا

1۔ جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب و من سورۃ والضحیٰ، حدیث نمبر 3268، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

تو وہ زخمی ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو محض ایک انگلی ہے جو زخمی ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو نے ملاقات نہیں کی''۔ آپ نے دو یا تین دن رات کو قیام نہ کیا تو ابولہب کی بیوی ام جمیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میرا خیال ہے تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے، میں نے اسے دو یا تین دن تیرے قریب نہیں دیکھا تو یہ سورت نازل ہوئی۔

ابی عمران جونی سے مروی ہے کہ حضرت جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر کی یہاں تک کہ آپ پر یہ معاملہ بڑا شاق گزرا جبریل امین حاضر ہوئے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ پر اپنی پیشانی رکھے دعا مانگ رہے تھے۔ حضرت جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان کریدا اور یہ آیات نازل کیں مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۔

حضرت خولہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں نے کہا کہ کتے کا ایک بچہ گھر میں داخل ہوا وہ چارپائی کے نیچے داخل ہوا اور مر گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند دن رکے رہے کہ آپ پر وحی نازل نہیں ہوتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے خولہ! میرے گھر میں کیا ہوا ہے؟ کیا وجہ ہے جبریل امین میرے پاس نہیں آتے'' حضرت خولہ نے کہا: میں نے کہا میں نے عرض کی کاش! میں گھر کو تیار کرتی اور اسے صاف کرتی۔ میں جھاڑو کے ساتھ چارپائی کے نیچے جھکی تو کیا دیکھتی ہوں وہاں ایک مردہ پلا پڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے اٹھایا اور گھر کے پیچھے پھینک دیا۔ اللہ کے نبی تشریف لائے جب کہ ان کے جبڑے کانپ رہے تھے جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ پر ایک کپکپی طاری ہو جاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے خولہ! مجھے چادر اوڑھا دو'' تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرما دیا۔ جب جبریل امین آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی تو جبریل امین نے عرض کی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: جب یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں کل تجھے اس بارے میں بتاؤں گا'' اور ان شاء اللہ کے الفاظ نہ کہے: وحی کچھ عرصہ کے لیے رک گئی یہاں تک کہ جبریل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (کہف) آپ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ میں کل یہ کام کرنے والا ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ پھر آپ نے اس چیز کے بارے میں خبر دی جو آپ سے پوچھا گیا۔ اسی قصہ کے متعلق مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ کیا گیا: مسلمانوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وجہ ہے آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی؟ فرمایا: ''مجھ پر وحی کیسے نازل ہو جب کہ تم انگلیوں کے درمیان جمع ہونے والی میل کی جگہ کو صاف نہیں کرتے، تم اپنے ناخن نہیں کاٹتے اور اپنی مونچھیں نہیں کاٹتے''۔ تو جبریل امین یہ سورت لے کر نازل ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نہیں آیا یہاں تک کہ میں تیرا مشتاق ہو گیا''۔ حضرت جبریل امین نے کہا: میں آپ کا بہت زیادہ مشتاق تھا لیکن میں ایک حکم کیا گیا غلام ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (مریم: 64)(1) ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے وَدَّعَكَ تشدید کے ساتھ ہے یہ عام لوگوں کی قراءت ہے یہ تودیع سے مشتق ہے یہ اس طرح تھی جس طرح جدا ہونے

1۔ مسند امام احمد، حدیث نمبر 2181

والا الوداع کہتا ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہے کہ ان دونوں نے ودعك پڑھا ہے اس کا معنی تجھے چھوڑ دیا ہے۔ شاعر نے کہا:

وثم وَدَعْنا آلَ عمرو و عامر   فرائسَ أطراف المثقفة السُمُرِ

اور پھر ہم نے آل عمرو اور عامر کو گندم گوں نیزوں کے اطراف کا شکار بنا کر چھوڑ دیا۔

اس کا استعمال قلیل ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: هو يدع كذا وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔ مبرد محمد بن یزید نے کہا: وہ بہت ہی کم کہتے ہیں وَدَعَ، وَذَرَ کیونکہ واؤ جب مقدم ہو تو وہ ضعیف ہوتی ہے اور ترک کی وجہ سے وہ اس سے مستغنی ہوتے ہیں۔

وَمَاقَلٰی جب سے تیرے رب نے تجھے محبوب بنایا ہے تجھ سے ناراض نہیں ہوا۔ کاف ضمیر کو یہاں ترک کر دیا کیونکہ یہ آیت کا سرا ہے۔ القلی کا معنی بغض ہے اگر تو مصدر میں قاف کو زبر دے گا تو اس کے آخر میں الف ممدودہ پڑھے گا۔ تو کہے گا: قلاہ يَقْلِيه قَلًى وقَلَاءً جس طرح تو کہتا ہے: قَرَيْتُ الضَيفَ أقْرِيه قِرًى وقَرَاءً۔ مضارع میں اس کا صیغہ يَقْلَاہ یہ بنوطی کی لغت ہے۔ ثعلب نے یہ شعر پڑھا: أيامَ أمِّ الغمرِ لا نَقْلاها ہم ام غمر کے دنوں سے بغض نہیں رکھتے۔ نقلی کا معنی ہے ہم بغض رکھتے ہیں:

امرء القیس نے کہا:

ولستُ بمقليِّ الخِلال ولا قالِ

میں دوستوں کے ہاں مبغوض نہیں اور نہ ہی میں ناراض ہونے والا ہوں۔

آیت کا معنی ہے تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ ہی تجھ سے ناراض ہوا۔ یہاں قلی میں کاف ضمیر کو ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ آیت کا سرا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ (الاحزاب: 35) یہاں بھی مفعول حذف ہے اصل کلام یوں ہے والذاکرات اللہ۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

''اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''۔

سلمہ نے ابو اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی ہے: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف لوٹنے پر جو میرے پاس موجود ہے وہ اس سے بہتر ہے جو میں نے تجھے دنیا میں کرامت سے نوازا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر جن ممالک کو فتح کرنے والا تھا خواب میں وہ ممالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے تو اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے تو جبریل امین یہ دونوں آیات لے کر نازل ہوئے۔

ابن اسحاق نے کہا: دنیا میں فتح و کامرانی اور آخرت میں ثواب۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد حوض اور شفاعت ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے: سفید موتی کے ایک ہزار محل جس کی مٹی کستوری کی ہوگی۔ امام اوزاعی نے اسے

مرفوع نقل کیا ہے۔ کہا: مجھے اسماعیل بن عبید اللہ نے انہوں نے علی بن عبد اللہ بن عباس سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ممالک خواب میں دکھائے گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فتح کیے جانے والے تھے تو اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں ایک ہزار محل عطا فرمائے جن کی مٹی خوشبو کی ہوگی۔ ہر محل میں اتنی بیویاں اور خدام ہوں گے جن کی آپ خواہش کریں گے۔ ان سے یہ بھی مروی ہے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہوں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی جہنم میں داخل نہ ہو۔ سدی نے کہا: ایک قول یہ کیا گیا ہے یہ تمام مومنوں میں شفاعت ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری امت میں میری شفاعت قبول فرماتا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے ارشاد فرمائے گا: اے محمد! تو راضی ہے، تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میں راضی ہوں''۔

صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تلاوت کی: فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ابراہیم) جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو غفور رحیم ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی تلاوت کی: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (المائدہ: 118) اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور یوں التجا کی: اللّٰهمّ أُمّتي أُمّتي اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور رو دیئے اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جبکہ تیرا رب خوب جانتا ہے اس سے سوال کرو کون سی چیز تجھے رلاتی ہے؟ حضرت جبریل امین آئے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین سے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ ان سے کہو اللہ تعالیٰ تمہیں ارشاد فرماتا ہے: ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تجھے ناراض نہیں کریں گے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے فرمایا: تم یہ کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے سب سے امید والی آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر: 53) کہہ دیجئے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہم تو یہی کہتے ہیں فرمایا: لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے امید والی آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ ہے۔ حدیث طیبہ میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر تو اللہ کی قسم! میں راضی نہیں ہوں گا جب کہ میری امت میں سے ایک بھی جہنم میں ہوگا'' (1)۔

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝

''کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی''۔

اللہ تعالیٰ نے ان احسانات کا شمار کیا ہے جو اس نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے فرمایا: کیا تجھے یتیم نہیں پایا یعنی تیرا

1۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 494

باپ نہیں تھا تیرا باپ فوت ہو چکا تھا تو تیرے لیے ٹھکانہ بنا دیا تو اس کے ہاں یعنی اپنے چچا ابو طالب کے ہاں پناہ لیتا اس نے تیری کفالت کی۔ امام جعفر بن محمد صادق سے پوچھا گیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے والدین سے کیوں یتیم کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا: تا کہ مخلوق کا ان پر کوئی حق نہ ہو۔ مجاہد سے یہ بھی مروی ہے: یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے درۃ یتیمۃ یہ لفظ اس وقت بولتے ہیں جب وہ بے مثال ہو۔ تو آیت کا معنی یہ ہوگا: کیا تجھے شرف میں یکتا نہیں پایا کہ تیری کوئی مثال نہیں پس اللہ تعالیٰ نے تجھے اصحاب کی پناہ میں دے دیا جو تیری حفاظت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احاطہ کیے رہتے ہیں۔

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞

"اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا"۔

یعنی تیرے بارے میں نبوت کا جو ارادہ کیا گیا اس سے تجھے غافل پایا پس تیری راہنمائی کی۔ یہاں ضلال غفلت کے معنی میں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى ۞ (طٰہٰ) یعنی میرا رب غافل نہیں اور نہ ہی وہ بھولتا ہے۔ اور اپنے نبی کے حق میں ارشاد فرمایا: وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ (یوسف) اور آپ اس سے قبل غافلوں میں سے تھے۔ ایک قوم نے کہا: ضَآلًّا سے مراد آپ قرآن اور شرائع کو نہ جانتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن اور اسلام کے احکام کی طرف ہدایت دی، یہ ضحاک، شہر بن حوشب اور دوسرے علماء سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ (شوریٰ: 52) کا یہی معنی ومفہوم ہے۔ ایک قوم کا یہ کہنا ہے: تجھے گمراہ قوم میں پایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے انہیں ہدایت سے نوازا؛ یہ فراء اور کلبی کا قول ہے۔ سدی سے بھی اس کی مثل مروی ہے کہ تیری قوم کو گمراہی میں پایا پس ان کی راہنمائی کرنے کے ساتھ تجھے ہدایت سے نوازا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: آپ کو ہجرت سے ناواقف پایا تو آپ کی ہجرت کی طرف راہنمائی کی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جب آپ سے اصحاب کہف ذی القرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو تجھے استثناء کرنے سے بھولنے والا پایا تو اللہ تعالیٰ نے تجھے یاد دلا دیا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا (البقرہ: 282) ان دونوں میں سے ایک بھول جائے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تجھے قبلہ کا طالب پایا گیا تو تیری اس طرف راہنمائی کر دی، اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (البقرہ: 144) میں ہے۔ ضلال، طلب کرنے کے معنی میں ہوگا کیونکہ بھٹکنے والا طالب ہوتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اس سے تجھے حیران پایا پس تیری اس طرف راہنمائی کی۔ تو ضلال، متحیر ہونے کے معنی میں ہوگا کیونکہ گمراہ متحیر ہوتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تجھے تیری قوم میں ضائع ہونے والا پایا پس اس نے تیری اس طرف راہنمائی کی۔ تو اس صورت میں ضلال، ضیاع کے معنی میں ہوگا۔ ایک قول یہ کیا گیا: تجھے ہدایت سے محبت کرنے والا پایا تو تیری اس طرف راہنمائی کی۔ تو ضلال محبت کے معنی میں ہوگا۔ اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۞ (یوسف) انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! بے شک آپ تو قدیمی محبت میں مبتلا ہیں۔

ایک قول یہ کیا گیا: آپ کو مکہ کی گھاٹیوں میں گم پایا اور تجھے ہدایت دی اور تیرے دادا عبد المطلب کی طرف لوٹا دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ چھوٹے تھے کہ مکہ کی گھاٹیوں میں گم ہو گئے ابوجہل نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے ریوڑوں سے واپس آ رہا تھا تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کی طرف واپس لوٹا دیا(1)۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح آپ ﷺ پر احسان کیا کہ آپ ﷺ کے دشمن کے ہاتھ آپ ﷺ کو دادا کی طرف لوٹا دیا۔

سعید بن جبیر نے کہا: نبی کریم ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ایک سفر میں نکلے ابلیس نے تاریک رات میں اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور راستہ سے دور کر دیا حضرت جبریل امین آئے اور ابلیس کو ایک پھونک ماری جس سے ابلیس ہند کے علاقہ میں جا پڑا اور آپ ﷺ کو قافلہ کی طرف لوٹا دیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کیا(2)۔

کعب نے کہا: جب حضرت حلیمہ دودھ پلانے کا حق ادا کر چکیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کو لائیں تا کہ آپ ﷺ کو حضرت عبد المطلب کی طرف واپس کریں تو حضرت حلیمہ نے کعبہ کے دروازہ کے پاس سنا: اے مکہ کی وادی! تجھے مبارک ہو آج تیری طرف نور دین، رونق اور جمال واپس کیا جا رہا ہے۔ اس نے کہا: میں نے بچے کو رکھ دیا تا کہ میں اپنے کپڑے درست کروں تو میں نے شدید دھماکہ سنا میں متوجہ ہوئی تو میں نے بچے کو نہ پایا۔ میں نے کہا: اے لوگو! بچہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ میں بلند آواز سے چیخی: وامحمداہ۔ کیا دیکھتی ہوں ایک بوڑھا شیخ ہے اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہے اس نے کہا: بڑے بت کے پاس جاؤ اگر اس نے یہ چاہا کہ بچہ تیری طرف لوٹا دے تو ایسا کر گزرے گا۔ پھر شیخ نے بت کے گرد چکر لگایا اس کے سر کو بوسہ دیا اور کہا: اے میرے رب! تیرے احسانات ہمیشہ قریش پر رہے ہیں یہ سعدیہ گمان کرتی ہے کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو بچہ اسے لوٹا دے تو ہبل بت منہ کے بل گر گیا دوسرے بت بھی گر گئے۔ انہوں نے کہا: اے شیخ! ہم سے دور ہو جا ہماری ہلاکت حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہو گی۔ بوڑھے نے اپنا عصا پھینک دیا اور کانپنے لگا اور کہا: تیرے بیٹے کا ایک رب ہے وہ اسے ضائع نہیں کرے گا۔ تو اسے تھوڑی دور تک تلاش کر قریش حضرت عبد المطلب کے پاس جمع ہو گئے اور تمام مقامات سے اسے تلاش کیا تو آپ ﷺ کو نہ پایا۔ حضرت عبد المطلب نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آرزو کی کہ اسے واپس کر دے اور کہا:

یا ربِّ رُدَّ ولدی محمدًا　　أُرْدُدْهُ ربی واتخذ عندی یدا
یا ربِّ إن محمدٌ لم یُوجَدا　　فشمل قومی کلهم تبددا

اے میرے رب! میرے بیٹے محمد کو واپس کر دو میرے رب اسے واپس کر دو اور مجھ پر احسان کر اے میرے رب! اگر محمد ﷺ نہ پایا گیا تو میری قوم کی جمعیت بکھر جائے گی۔

انہوں نے ایک ندا کرنے والے کو سنا جو آسمان سے ندا کر رہا تھا: اے لوگو! شور و غل نہ کرو بے شک محمد ﷺ کا ایک رب ہے نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا اور نہ ہی اسے ضائع کرے گا۔ بے شک محمد ﷺ تہامہ کی وادی میں سمر کے درخت کے پاس ہیں۔ حضرت عبد المطلب اور ورقہ بن نوفل چلے کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ درخت کے نیچے کھڑے

1۔ تفسیر بغوی، جلد 4، صفحہ 499　　2۔ ایضاً

ہیں اور ٹہنیوں اور پتوں سے کھیل رہے ہیں۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: آپ کو معراج کی رات کو بھولا ہوا پایا جب حضرت جبریل امین آپ سے الگ ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ نہ جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ساق عرش کی طرف تیری راہنمائی کی۔

ابوبکر وراق اور دوسرے علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے آپ اپنے چچا سے محبت کرتے تھے تو تیری اپنے رب کی محبت کی طرف راہنمائی کی۔ بسام بن عبداللہ نے کہا: آپ اپنی ذات سے ناآشنا تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ جانتے تھے کہ آپ کیا ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ذات اور حال سے آگاہ کر دیا۔ جنیدی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بیان میں متحیر پایا تو آپ کو بیان کی تعلیم دی۔ اس کی وضاحت اس ارشاد میں ہے: لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: 44) تاکہ آپ لوگوں کے لیے بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ (النحل: 64) جس میں انہوں نے اختلاف کیا ان کے لیے اس کی وضاحت کریں۔

علماء متکلمین میں سے ایک نے کہا: جب عرب صحرا میں کوئی درخت تنہا دیکھتے جس کے ساتھ کوئی درخت نہ ہوتا تو اسے ضالہ کا نام دیتے۔ اس کے ذریعے راستہ کی طرف راہنمائی حاصل کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: وَوَجَدَكَ ضَالًّا یعنی کوئی آپ کے دین پر نہیں تو یکتا ہے تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں میں نے تیرے ذریعے مخلوق کو اپنی طرف ہدایت دی۔

میں کہتا ہوں: یہ تمام اقوال اچھے ہیں ان میں سے کچھ معنوی ہیں اور کچھ حسی ہیں آخری قول مجھے سب سے پسند ہے، کیونکہ یہ تمام اقوال معنویہ کو جامع ہے۔ ایک قوم کا نقطہ نظر ہے: قوم جس حال پر تھی آپ بھی اسی طرح تھے ظاہر حال میں آپ ان سے کوئی اختلاف نہیں کرتے تھے جہاں تک شرک کا تعلق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا بلکہ آپ چالیس سال تک قوم کے عام معمول کی زندگی پر رہے۔ کلبی اور سدی نے کہا: یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے یعنی آپ ہدایت پر نہ تھے اور آپ کی قوم بھی ہدایت پر نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دی (1)۔ یہ قول اور اس کا رد سورۂ شوریٰ میں گزر چکا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے آپ کو مشرکوں میں گم پایا تو آپ کو ان سے ممتاز کر دیا جس طرح یہ جملہ ہے: ضل الماء فی اللبن پانی دودھ میں گم ہو گیا۔ اس معنی میں ہے إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ (السجدہ: 10) یعنی دفن کرنے کے وقت جب ہم مٹی سے مل جائیں گے یہاں تک کہ ہم اس سے الگ نہ ہوں گے۔ حضرت حسن بصری کی قراءت میں ہے وَوَجَدَكَ ضَالٌّ فَهَدَى تجھے ایک گمراہ نے پالیا تو وہ تیری وجہ سے ہدایت پا گیا۔ یہ قراءت تفسیر کے انداز میں ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: معنی ہے تیری قوم تیری طرف نہیں آتی تھی وہ تیری قدر کو نہیں پہچانتے تھے تو اس نے مسلمانوں کی تیری طرف راہنمائی کی یہاں تک کہ وہ تجھ پر ایمان لے آئے۔

1۔ سدی اور کلبی کا قول کسی طرح بھی درست نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کجا کسی بھی نبی کی طرف کفر کی نسبت کرنا صحیح نہیں کیونکہ انبیاء کے لیے اعلان نبوت سے قبل کبائر اور صغائر سے عصمت ثابت ہے۔

وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝

''اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا''۔

یعنی فقیر، آپ سلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مال نہ تھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے آپ سلی اللہ علیہ وسلم کو غنی کر دیا۔ یہ کہا جاتا ہے: عَالَ الرجلُ يَعِيلُ عَيْلَةً جب وہ محتاج ہو۔ احیحہ بن جلاح نے کہا:

فما يَدْرِي الفقيرُ متى غِنَاه　　ومـا يدْرِي الغنِي متى يَعِيل

فقیر نہیں جانتا کہ اس کی غنا کب ہوگی اور غنی نہیں جانتا کہ کب وہ محتاج ہو جائے گا۔

مقاتل نے کہا: فرضّاك بما أعطاك من الرزق جو تجھے رزق دیا اس کے ساتھ تجھے راضی کر دیا۔ کلبی نے کہا: رزق کے ساتھ تجھے قانع بنا دیا۔ ابن عساکر نے کہا: تجھے نفس کا فقیر پایا تو تیرے دل کو غنی کر دیا۔ اخفش نے کہا: تجھے عیال دار پایا اس کی دلیل فاغنی ہے اس معنی میں جریر کا قول ہے:

اللهُ أنزلَ في الكتاب فريضةً　　لابن السبيل وللفقير العائل

اللہ تعالیٰ نے کتاب میں مسافر اور عیال دار فقیر کے لیے حصہ نازل کیا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: تجھے دلائل اور براہین سے فقیر پایا تو تجھے ان کے ساتھ غنی کر دیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے تجھے فتوحات کے ساتھ غنی کر دیا اور کفار کے مال تجھے بطور فیٔ عطا کر دیئے۔ قشیری نے کہا: اس قول میں سوال کی گنجائش ہے کیونکہ سورت مکی ہے اور جہاد مدینہ طیبہ میں فرض ہوا۔

عام قراءت عَآئِلًا ہے۔ ابن سمیقع نے اسے عیّلا پڑھا ہے جس طرح طیّب اور ھیّن کا لفظ ہے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

''پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکیے اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے''۔

اس میں چار مسائل ہیں:

تَقْهَرْ کا معنی و مفہوم

مسئلہ نمبر 1۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ اس پر ظلم کے ساتھ تسلط نہ جمائیں اس کا حق اس کو دے دیں اور اپنے یتیمی کے دور کو یاد کریں، یہ اخفش کا قول ہے۔ یہ دونوں لغتیں ایک ہی معنی میں ہیں۔ مجاہد سے یہ مروی ہے کہ معنی ہے آپ سلی اللہ علیہ وسلم اسے حقیر نہ جانیں۔

نخعی، اشہب اور عقیلی نے کہا: تکھر کاف کے ساتھ ہے۔ حضرت ابن مسعود کے مصحف میں اسی طرح ہے اس بنا پر یہ احتمال موجود ہے کہ اس پر ظلم کرنے اور مال لینے کے ذریعے تسلط جمانے سے نہی ہے۔ یتیم کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی

ذات کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ اس کے معاملہ میں سختی کی کیونکہ ظالم پر سخت سزا مرتب کی جاتی ہے۔ عرب کاف کی جگہ قاف اکثر استعمال کرتے ہیں۔

نحاس نے کہا: یہ غلط ہے کھرہ اس وقت بولتے ہیں جب وہ اس پر سختی کرے۔ معاویہ بن حکم سلمی کی حدیث صحیح مسلم میں ہے جب انہوں نے سلام کا جواب دینے کے ساتھ نماز میں گفتگو کی تو اس وقت انہوں نے کہا تھا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ اس سے قبل کوئی معلم دیکھا اور نہ اس کے بعد کوئی معلم دیکھا جو آپ سے بہتر تعلیم دینے والا ہو۔ اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھ پر سختی کی، نہ مجھے مارا اور نہ ہی مجھے گالیاں دیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: قہر کا معنی غلبہ ہے کھر کا معنی جھڑکنا ہے۔

یتیم پر مہربانی کرنے کی فضیلت

مسئلہ نمبر 2۔ یہ آیت یتیم پر مہربانی کرنے، اس کے ساتھ نیکی کرنے اور اس پر احسان کرنے پر دلالت کرتی ہے یہاں تک کہ قتادہ نے کہا: یتیم کے لیے رحیم باپ کی طرح ہو جا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دل کی سختی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو نرمی کا ارادہ رکھتا ہے تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر''۔ صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ان دو کی طرح ہیں'' اور سبابہ اور وسطیٰ کے ساتھ اشارہ کیا(1)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''یتیم جب روتا ہے تو اس کے رونے کی وجہ سے رحمن کا عرش لرز جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: اے میرے فرشتو! کس نے اس یتیم کو رلایا ہے جس کے باپ کو میں نے مٹی میں دبا دیا تھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! تو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! جس نے اسے خاموش کر دیا اور اسے راضی کیا اس پر گواہ ہو جاؤ میں اسے قیامت کے روز راضی کروں گا''۔ حضرت ابن عمر جب کسی یتیم کو دیکھتے تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے اور اسے کوئی نہ کوئی چیز دیا کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ ضَمَّ یتیمًا فکان فی نفقتہ وکفاہ مؤنتہ کان لہ حجابًا من النّارِ یومَ القیمۃِ ومن مَسَحَ برأس یتیم کان لہ بِکُلِّ شعرۃٍ حسنۃ (2)۔ جس نے یتیم کو اپنے ساتھ ملایا وہ یتیم اس کے خرچہ میں شامل تھا اور وہ آدمی اس کی ضروریات پوری کرتا ہو تو وہ یتیم قیامت کے روز آگ سے حجاب ہوگا۔ جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کے لیے ہر بال کے بدلے نیکی ہوگی۔ اکثم بن صیفی نے کہا: بے وقعت چار ہیں چغل خور، جھوٹ بولنے والا، مقروض، یتیم۔

سائل اور اس کے ساتھ پیش آنے کا طریقہ

مسئلہ نمبر 3۔ وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ سائل کو نہ جھڑکیں یہ مسائل کے بارے میں سخت بات کرنے سے نہی

1۔ سنن ابن ماجہ 2۔ اخرجہ ابن عدی، جلد 3، صفحہ 1097۔ ان کی سند میں سلیمان بن عمرو نخعی ہے جس پر وضع کی تہمت ہے۔

ہے بلکہ اسے تھوڑا مال دے کر یا اچھا جواب دے کہ واپس کر دو؛ یہ قتادہ اور دوسرے علماء نے قول کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سائل سوال کرے تو تم میں سے کسی کو اسے عطا کرنے سے کوئی چیز نہ روکے اگرچہ وہ عطا کرنے والا سائل کے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن دیکھے'' حضرت ابراہیم بن ادہم نے کہا: سائلین کتنے اچھے لوگ ہیں جو ہمارا زادِ راہ آخرت کے لیے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی نے کہا: سائل آخرت کا ڈاکیا ہے وہ تمہارے دروازے پر آتا ہے وہ کہتا ہے: کیا تم اپنے اہل کے لیے کوئی چیز بھیجنا چاہتے ہو؟

روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے سائل کو تھوڑا مال دے کر یا اچھا جواب دے کر واپس کرو بے شک وہ تمہارے پاس آتا ہے جو نہ انسانوں میں سے ہوتا ہے اور نہ جنوں میں سے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو عطا کیا ہے اس میں تمہارا کیا رویہ ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہاں سائل سے مراد وہ ہے جو دین کے بارے میں سوال کرتا ہے یعنی اسے آپ سختی سے نہ جھڑکیں، اسے نرمی سے جواب دیں؛ یہ سفیان کا قول ہے۔ ابن عربی نے کہا: جو آدمی دین کے بارے میں سوال کرے تو اس کا جواب عالم پر فرض کفایہ ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح نیکی کا سوال کرنے والے کو عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حدیث کا علم رکھنے والوں کو دیکھتے تو ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے اور کہتے: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبو! خوش آمدید۔ ابو ہارون عبدی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم حضرت ابو سعید خدری کے پاس آئے تو وہ کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مستحق افراد کو خوش آمدید۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تمہاری اتباع کرنے والے ہیں، لوگ تمہارے پاس زمین کی اطراف سے آئیں گے وہ دین سیکھنا چاہتے ہوں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں بھلائی کی وصیت کرو'' (1)۔ ایک روایت میں ہے: ''مشرق کی جانب سے تمہارے پاس لوگ آئیں گے'' (2)۔

الْيَتِيْمَ اور السَّآىِٕلَ اس فعل کی وجہ سے منصوب ہے جو اس کے بعد ہے منصوب کا حق تو یہ ہے کہ وہ فاء کے بعد ہوتا تقدیر کلام یوں ہے مهما یکن من شئ فلا تقهر الیتیم ولا تنهر السائل۔ روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا میں پسند کرتا ہوں کہ میں نے وہ سوال نہ کیا ہوتا میں نے عرض کی: اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی، تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، تو نے فلاں فلاں کو یہ چیز دی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا میں نے تجھے یتیم نہیں پایا تو تجھے پناہ دی، کیا میں نے تجھے غافل نہیں پایا تو تجھے ہدایت دی، کیا میں نے تجھے عیالدار نہیں پایا تو تجھے غنی کر دیا، کیا میں نے تیرے سینے کو کھلا نہیں کر دیا، کیا میں نے تجھے وہ چیز عطا نہ کی جو اس سے قبل کسی کو نہ دی تھی (سورۂ بقرہ کی آخری آیات) کیا میں نے تجھے خلیل نہیں بنایا جس طرح میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا؟ میں نے

1۔ جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الاستیصاء، حدیث نمبر 2574، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

2۔ جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الاستیصاء، حدیث نمبر 2575، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

عرض کی: کیوں نہیں اے میرے رب!''(1)۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور اس کے طریقے

مسئلہ نمبر 4۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو نعمتیں کی ہیں شکر اور ثنا کے ذریعے انہیں عام کر۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر اور ان کا اعتراف یہ بھی شکر ہے۔ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ سے مراد ہے قرآن۔ ان سے یہ قول بھی مروی ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے یعنی جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: جب تو بھلائی پائے تو اچھا عمل کرے تو اپنے قابل اعتماد بھائیوں میں اس کا ذکر کر۔ عمرو ابن میمون سے مروی ہے: جب کوئی آدمی اپنے ان بھائیوں سے ملے جو اس پر اعتماد کرتے ہوں تو وہ اسے کہے: اللہ تعالیٰ نے اسے گزشتہ رات اتنی اتنی نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ ابو فراس عبد اللہ بن غالب جب صبح کرتے تو یہ کہتے: اللہ تعالیٰ نے گزشتہ رات میرے حصہ میں یہ یہ مقدر کیا میں نے اتنا قرآن حکیم پڑھا، میں نے اتنی نماز پڑھی، میں نے اتنا اللہ کا ذکر کیا اور میں نے یہ عمل کیا۔ ہم نے ان سے کہا: اے ابو فراس! آپ جیسے آدمی تو یہ بات نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ جب کہ تم یہ کہتے ہو: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر نہ کر۔ اس کی مثل ایوب سختیانی اور ابو رجاء عطاردی سے مروی ہے حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من أُعطِيَ خيرًا فلم يُرَعليه سی بغيض الله معاديا لنعم الله ''(2) جس کو خیر سے نوازا گیا اور اس پر وہ خیر نہ دیکھی گئی تو اسے اللہ تعالیٰ کا مبغوض اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے دشمنی رکھنے والا کہا جائے گا۔

شعبی نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قلیل کا شکر یہ ادا نہ کیا اس نے کثیر کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ ادا نہ کیا، نعمتوں کا اظہار شکر ہے، ذکر کو ترک کرنا کفر ہے، جماعت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے''(3)۔ نسائی نے حضرت مالک بن نضلہ جشمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بوسیدہ، کپڑوں میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس مال ہے''؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، یا رسول اللہ! ہر قسم کا مال ہے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ تجھے مال عطا کرے تو اس کا اثر تجھ پر دکھائی دیا جانا چاہیے''۔ حضرت ابو سعید خدری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا: إن الله جَمِيلٌ يُحِبُّ الجمالَ ويحب أن يرى أثرَ نعمتِهِ علىٰ عبدِهِ ''(4) اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے احسان کا اثر اس کے بندے پر دکھائی دے۔

فصل: بزی کی ابن کثیر سے روایت ہے کہ قاری اللہ اکبر کہے۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضرت ابی بن

1۔ طبرانی فی الکبیر، حدیث نمبر 12289
2۔ ابن ابی الدنیا فی العیال، صفحہ 384
3۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، حدیث نمبر 4177، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
4۔ مسند امام احمد، حدیث نمبر 3789

کعب سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب سورۃ الضحیٰ کے آخر تک پہنچتے تو دو سورتوں کے درمیان تکبیر کہتے یہاں تک کہ قرآن حکیم ختم کرتے سورت کے اختتام کو اپنی تکبیر کے ساتھ نہ ملاتے بلکہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کرتے گویا اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ آئی تو مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے کہا: اس کے صاحب نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے ناراض ہو گیا ہے تو یہ سورت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کے الفاظ کہے۔

مجاہد نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس پر پڑھا تو آپ نے مجھے تکبیر کا حکم دیا اور مجھے حضرت ابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی۔ باقی کی قراءت میں تکبیر نہ کہتے کیونکہ یہ قرآن میں زیادتی کا ذریعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: قرآن نقل متواتر سے ثابت ہے اس کی سورتیں، آیات اور حروف سب نقل متواتر سے ثابت ہیں نہ اس میں زیادتی ہے اور نہ کمی ہے تکبیر اس بنا پر قرآن نہیں جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جو مصحف کے خط میں مصحف میں لکھے ہوئے ہونے کے باوجود قرآن نہیں تو تکبیر کیسے قرآن ہو گی جب کہ وہ لکھی ہوئی بھی نہیں؟ یہ اخبار احاد کی وجہ سے سنت ہے ابن کثیر نے اسے مستحب قرار دیا ہے اسے واجب قرار نہیں دیا جس نے اسے ترک کیا اس نے غلطی کی۔

حاکم ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے بخاری اور مسلم کی شرائط پر مستدرک میں حدیث ذکر کی ہے، ہمیں ابو یحییٰ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یزید سے جو قاری تھے مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے امام تھے وہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن زید صائغ سے وہ احمد بن محمد بن قاسم بن ابی بزہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین پر قرآن حکیم سنایا جب وہ وَالضُّحٰى ۝ تک پہنچا تو انہوں نے مجھے کہا: تو ہر سورت کے اختتام پر اللہ اکبر کہہ۔ میں نے عبداللہ بن کثیر کو قرآن حکیم سنایا جب میں وَالضُّحٰى ۝ تک پہنچا تو انہوں نے کہا: ختم کرنے تک تکبیر کہہ انہیں عبداللہ بن کثیر نے خبر دی کہ انہوں نے مجاہد کو پڑھ کر سنایا اور مجاہد نے انہیں خبر دی کہ حضرت ابن عباس نے انہیں اس امر کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس نے انہیں خبر دی کہ حضرت ابی بن کعب نے انہیں اس امر کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس چیز کا حکم دیا۔ یہ حدیث صحیح ہے شیخین نے اسے نقل نہیں کیا (1)۔

1۔ مستدرک للحاکم، جلد 3، صفحہ 307